فتویٰ

کوڑا پھینکنے والی عورت کے واقعہ کا ثبوت

تحقیق

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، حضرت علامہ شیخ الحدیث

مفتی محمد عبدالغفور الوری مدظلہ العالی

بانی و شیخ الحدیث جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	سوال از علامہ مولانا مفتی ضیاء احمد قادری رضوی صاحب (خطیب مسجد جامع غوثیہ، ندیم ٹاؤن ملتان چونگی لاہور)	3
2	الجواب از حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور الوری مدظلہ العالی (مہتمم جامعہ مجددیہ فیاض العلوم رائیونڈ لاہور)	3
3	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستہ میں کوڑا کرکٹ کانٹے وغیرہ بچھانے والی عورت	4
4	قاعدہ نمبر اول: علماء ربانی کا قول حجت اور سند ہوتا ہے	6
5	قاعدہ نمبر ۲: علماء ربانی اور صالحین کے افعال سند اور شرعی دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں	7
6	قاعدہ نمبر ۳: عدمِ نقل عدمِ وجود کو مستلزم نہیں	7
7	مؤلفۃ القلوب کا مسئلہ	8
8	ایک شبہ کا ازالہ	9
9	قاعدہ نمبر ۴: حضور ﷺ کی تعریف و تعظیم کے لیے کسی ثبوت یا نقل کی ضرورت نہیں	9
10	قاعدہ نمبر ۵: حضور پاک ﷺ کے محاسن، محامد، معجزات کی کوئی حد نہیں	10
11	قاعدہ نمبر ۶: حدیث/روایت بالمعنی	12
12	قاعدہ نمبر ۷: فضیلت والی روایت کو سن کر اُس پر عمل کرنے سے ثواب کا ملنا اگرچہ وہ ایسے نہ بھی ہو	13
13	یہ واقعہ کتاب ریاض الفردوس صفحہ ۱۳۲ مطبع اختر پریس گوجرہ ضلع لائلپور، میں ہے۔	13
14	اس کتاب کے مصنف مولانا مولوی غلام محمد صاحب المشہور غلام یار (مکوی) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔	13
15	اس کتاب کی تصنیف حسب الارشاد حضرت میاں غلام اللہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ شیرِ ربانی شرقپور شریف کے حکم پر کی گئی ہے۔	14
16	اخلاقِ حضور والا شان	14
17	تقاریظ کتاب ریاض الفردوس	16
18	تقریظ اول: حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ	16
19	حضرت ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری رضوی کے بارے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے عظیم خلیفہ اور قطبِ مدینہ سیدی ضیاء الدین احمد قادری رضوی کے تاثرات	17

قاعدہ نمبر اول

علماء ربانی کا قول حجت اور سند ہوتا ہے

علماء ربانی وہ ہیں جن کی پوری زندگی قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس اور اہل اسلام کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں گزری۔ وہ بغیر شرعی ثبوت وسند کے ایسی بات نہ کہہ سکتے ہوں اور نہ تصدیق کر سکتے ہوں کیونکہ یہی وہ ہستیاں ہیں جنھیں اہل فتویٰ کہا جاتا ہے اور جب تک ان کے پیش نظر شرع مطہر کی دلیل نہ ہو ہرگز اس پر جزم نہیں فرماتے۔ بلکہ علماء کی تصریح سے ثابت ہے کہ جو بات اپنی رائے سے نہ کہہ سکیں وہ اگرچہ بعض علماء کا ارشاد ہو اُسے حدیثِ مصطفیٰ ﷺ کے حکم میں سمجھا جائے گا۔ آخر جب عالم متدین ہے اور بات میں رائے کو دخل نہیں تو لاجرم حدیث سے ثبوت ہوگا۔ جیسا کہ مجدد دین وملت امام اہلسنت علامہ الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱۸ مطبع رضا فاونڈیشن لاہور، میں فرماتے ہیں کہ:

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے سریج بن یونس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

وَ رُوِیَ عَنْ سُرَیْجِ بِنْ یُوْنُسَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَآئِکَةً سَیَّاحِیْنَ عِبَادَتُهَا کُلُّ دَارٍ فِیْهَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ اِکْرَامًا مِّنْهُمْ لِمُحَمَّدٍ ﷺ (الشفاء صفحہ ۲۲۴ مطبع مکتبۃ الغزالی دمشق)

اللہ تعالیٰ کے کچھ گشت کرنے والے فرشتے ہیں تو جس گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا آدمی ہو اس کے اکرام کی خاطر اُن کا اکرام کرنا ہی اُن کی عبادت ہے۔

اور علامہ خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ مطبع دار الفکر بیروت میں فرماتے ہیں

فَهُوَ ظَاهِرٌ وَّ اِنْ کَانَ لِسُرَیْجٍ فَهُوَ فِیْ حُکْمِ الْمَرْفُوْعِ لِاَنَّ مِثْلَهٗ لَا یُقَالُ بِالرَّاْیِ

یعنی یہ اگرچہ سریج کا قول ہے مگر وہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس لیے کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی۔

واضح ہو کہ یہ سریج نہ صحابی ہیں نہ تابعی ہیں نہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ بلکہ علماء مابعد سے ہیں اس کے باوجود علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے قولِ مذکور کو حدیث مرفوع کے حکم میں ٹھہرایا کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی۔

اسی طرح زیر بحث مسئلہ میں بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ علماء کا وہ فتویٰ اور تصدیق بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔

نتیجہ: اس سے پتہ چلا کہ علماء ربانی عارفین وکاملین کا فرمان، فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کے قائم مقام ہے۔

قاعدہ نمبر ۲

علماء ربانی اور صالحین کے افعال سند اور شرعی دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیر جلد ۵ صفحہ ۴۳۱ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے

يُتَمَسَّكُ بِاَفْعَالِ اَهْلِ الدِّيْنِ كَذَا فِيْ جَوَاهِرِ الْفَتَاوٰى۔

یعنی اہل دین کے افعال سے تمسک کیا جائے گا ایسا ہی جواہر الفتاویٰ میں ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۳ مطبع رضا فاؤنڈیشن لاہور

اور کشف الغمہ عن جمیع الامہ جلد اول صفحہ ۳۲۷ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں ہے۔

قَالَ شَيْخُنَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ وَالَّذِيْ قَبْلَهُ رَوَيْنَاهُمَا عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِيْنَ، عَنِ الْخَضْرِ عليه السلام عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُمَا عِنْدَنَا صَحِيْحَانِ فِيْ اَعْلٰى دَرَجَاتِ الصِّحَةِ وَاِنْ لَّمْ يُثْبُتْهُمَا الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى مُقْتَضٰى اِصْطِلَاحِهِمْ (واللہ اعلم)

یعنی ہمارے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اور اس سے پہلی حدیث ہم نے ایک عارفِ کامل سے اُنھوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ دونوں حدیثیں صحیح ہونے کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ اگر چہ محدثین اپنی شرطوں کے لحاظ سے انھیں ثابت نہ کر سکیں۔

قاعدہ نمبر ۳

عدمِ نقل عدمِ وجود کو مستلزم نہیں

میرے (محمد عبد الغفور الوری کے) شیخ کریم اور استاذ گرامی غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں محدثِ اعظم ہند و پاک حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب قدس سرہٗ بانی و مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان و سابق صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان و مرکزی صدر جماعت اہل سنت پاکستان

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رہا یہ امر کہ سلف میں اس کا رواج نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

(عدمِ نقل عدمِ وجود کو مستلزم نہیں)

اس لیے کہ محض منقول نہ ہونے سے اُس کا عدم ثابت نہیں ہوتا اور ہمارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی ممانعت کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ دیکھئے مقالاتِ کاظمی جلد اول صفحہ ۲۲۲ مطبع کاظمی پبلی کیشنز انوار العلوم ملتان۔